رسائل و مسائل

عشر کے جدید مسائل

سوال: عشر کے سلسلے میں فقہ حنفی کے احکام تو بہت واضح ہیں لیکن عصر حاضر میں کچھ پیچیدہ سی صورت حال پیدا ہو گئی ہے۔ میرے خالہ زاد بھائی ایک صاحب ایمان فرد ہیں۔ دو ڈھائی ایکڑ زرعی اراضی کے مالک ہیں اور باقاعدگی سے عشر نکالتے ہیں۔ گذشتہ دنوں انھوں نے عشر کے تعین کے سلسلے میں اپنی صورت حال سامنے رکھی تو ہم جواب دینے میں مخمصے کا شکار ہو گئے۔ ان کا کہنا ہے کہ انھوں نے جو پیداوار حاصل کی ہے اس پر پانی کے علاوہ عمدہ قسم کا بیج' مصنوعی کھاد اور کیڑے مار ادویات خریدنے اور اجرت پر ٹریکٹر کے ذریعے ہل چلانے اور اجرت پر ہی تھریشر کے ذریعے گندم اور بھوسہ الگ کروانے کے اخراجات ہوئے۔ اب انھیں کس شرح سے عشر ادا کرنا چاہیے' اس پس منظر میں کہ رسولؐ اللہ نے پانی کے اخراجات کے باعث شرح میں تبدیلی فرمائی؟ دوسرا ان کا یہ کہنا ہے کہ جتنی گندم کھیت سے اٹھا لایا ہوں اس سے سال بھر کی اناج کی ضروریات پوری کرنی ہیں اور اگلی فصل کے لیے اخراجات (ہل بذریعہ ٹریکٹر سپرے' نئی اقسام کے بیج کی خریداری' کھیت کی صفائی کے لیے لیبر کا حصول) بھی اسی سے پورے کرنے ہیں' اور ان اخراجات کے بغیر چارہ نہیں کہ یہ واحد ذریعہ معاش ہے۔ اس سب کچھ کرنے کے بعد بچتا کچھ نہیں بلکہ کچھ قرض وغیرہ کا انتظام کرنا پڑے گا۔ اب ان صاحب نے اخراجات الگ کر کے' دس فی صد کی شرح سے عشر ادا کر دیا ہے۔ فصلوں کی موجودہ صورت حال جس میں تجارت کی طرح پہلے بہت کچھ لگانا پڑتا ہے' عشر کی ادائیگی کے بارے میں اہل فقہ کیا فرماتے ہیں؟ بندہ دہقان کے اوقات تو بہت تلخ ہو چکے۔

جواب: جدید مشینی آلات اور کھاد وغیرہ کے ذریعے زراعت میں جہاں اخراجات اٹھتے ہیں وہاں اس کے ساتھ پیداوار میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ اس لیے مستند بات یہ ہے کہ اخراجات کو ادا کرنے کے بعد اگر زمیندار صاحب استطاعت ہو اور وہ اس پیداوار سے جو اسے حاصل ہوتی ہے' استطاعت رکھتا ہو کہ اپنے اخراجات آسانی سے پورے کر سکے اور وہ کل پیداوار سے' اخراجات کو منہا کیے بغیر عشر دینے کی سکت رکھتا

ہو تو کل پیداوار سے عشر ادا کرے۔ اگر زمیندار چھوٹی سطح کا ہو' اخراجات منہا کیے بغیر عشر دینے کی استطاعت نہ رکھتا ہو' اتنی پیداوار حاصل نہ کی ہو کہ آسانی سے اپنے اخراجات بھی پورے کر سکے اور کل پیداوار میں سے عشر بھی ادا کر سکے تو پھر اخراجات منہا کر کے باقی کا عشر نکال لے۔ یہ درمیانی راہ ہے جو قرآن پاک کی عمومی ہدایات اور عشر کے احکام دونوں سے مطابقت رکھتی ہے۔ عمومی ہدایت تو یہ ہے کہ زکوۃ اغنیا سے وصول کی جائے اور فقرا کو دی جائے اور عشر کا اصول یہ ہے کہ جو پیدا ہوا اس میں سے عشر دیا جائے۔

جہاں تک اخراجات کا تعلق ہے اس کی تفصیل یوں ہے کہ پانی کے اخراجات کو تو شریعت نے اس طرح مستثنیٰ کر دیا ہے کہ دسویں کے بجائے بیسواں حصہ مقرر کر دیا ہے۔ پانی کے علاوہ باقی اخراجات کے بارے میں شریعت خاموش ہے۔ لہٰذا اس میں دونوں پہلوؤں کی گنجایش ہے یعنی مستثنیٰ کرنے اور نہ کرنے کی۔ مستثنیٰ نہ کرنے کا پہلو ان لوگوں کے لیے مناسب ہو گا جو سرمایہ دار اور جاگیردار ہیں۔ ان پر اس سے کوئی بوجھ نہیں پڑے گا۔ ادائگی کے بعد بھی وہ اپنا گزارہ خود کر سکیں گے اور دوسروں کے محتاج نہ ہوں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الصدقة عن ظهر غنى' "صدقہ مال دار پشت سے ہے"۔ اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ اخراجات کو مستثنیٰ کر دیا جائے۔ یہ اس وقت ہو جب کہ زمیندار غریب ہو' صاحب استطاعت نہ ہو اور اخراجات کو منہا نہ کر کے بوجھ تلے دب جائے۔ اسے دوسروں کی طرف سوال کے لیے رجوع کرنا پڑے اور قرض اٹھانا پڑے۔ اس کی دلیل بھی مذکورہ حدیث ہے' الصدقة عن ظهر غنى — یہ چونکہ غنی نہیں ہے لہٰذا اس پر صدقہ نہ ہو گا۔ (مولانا عبدالمالک)

قرآن کی تعلیم اور جنس کے مسائل

س: بچوں کو ٹیوشن پڑھاتا ہوں۔ دو سال پہلے خیال آیا کہ کیوں نہ اردو پر عبور رکھنے والے بچوں کو قرآن کا ترجمہ پڑھنے کی طرف راغب کیا جائے۔ یہ سلسلہ شروع ہو بھی گیا۔ تذکیر کے حوالے سے اور عمومی انداز فکر کی تشکیل کے حوالے سے' یہ بچوں کے لیے بڑی اہمیت کی حامل چیز ہے۔ اب خیال آیا ہے کہ قرآن میں دلائل و براہین کے سلسلے میں خاصے مقامات ایسے آتے ہیں جہاں ایسے معاملات کا تذکرہ ہوتا ہے جو سن بلوغت سے تعلق رکھتے ہیں۔ ۹ سے ۱۲ سال کی عمر تجسس اور زندگی کے حیوانی حقائق کے سلسلے میں پراگندہ خیالی کی ہوتی ہے۔ کیا ان آیات کے ذہنوں پر منفی اثرات نہیں پڑیں گے؟ پھر سوچتا ہوں کہ قرآن تو ہر جگہ پڑھی جانے والی کتاب ہے۔ اسے حضورؐ کے عہد سے متصل حضرت عمرؓ کے زمانے میں تراویح میں مکمل سنا جاتا رہا۔ صاف ظاہر ہے کہ بچوں کی شمولیت پر تراویح میں پابندی تو نہیں ہو گی۔ اب فرمایئے کہ مجھے کیا

کرنا چاہیے؟

ج: قرآن پاک میں جن معاملات کا سن بلوغت سے تعلق ہے، ان کو اس قدر وہ بچہ سمجھ سکتا ہے جس قدر بچے کو سمجھانا مقصود ہوتا ہے اور جو ترجمے کو سمجھنے کی عمر کو پہنچ چکا ہو۔ قرآن پاک ایسی زبان استعمال نہیں کرتا جس کو سمجھنے کے لیے بلوغت ضروری ہو۔ جنس سے متعلق آیات میں کوئی آیت ایسی نہیں ہے جس کو پڑھنے سے بچوں پر منفی اثرات پڑتے ہوں۔ فلسفہ اور چیز ہے اور تجربہ دوسری چیز۔ تاریخ ہمارے سامنے ہے۔ قرآن پاک کے پڑھنے سے منفی اثرات کبھی بھی نہیں پڑے۔ اس لیے قرآن پاک ہر عمر کے بچے کے سمجھنے کے لیے مناسب ہے۔ اس لیے آپ بچوں کو ترجمہ پڑھانے کا سلسلہ جاری رکھیں۔ (ع - م)

تنسیخ نکاح کا مسئلہ

س: ہمارے محلے کے لڑکے کا نکاح یہاں سے ستر کلومیٹر دور، اس کی خالہ زاد بہن کی بیٹی سے ہوا۔ نکاح کے علاوہ خیر سگالی کے طور پر کپڑے اور سامان خورد و نوش بھی لڑکی والوں کو دیا گیا۔ بعد ازاں لڑکی والوں نے وٹہ کے طور پر رشتہ اور خاصی رقم کا مطالبہ کر دیا۔ جب لڑکے والوں نے مطالبات پورے نہ کیے تو لڑکی کے والدین نے تنسیخ نکاح کا دعویٰ قریبی عدالت میں، اس حالت میں دائر کر دیا کہ ابھی رخصتی عمل میں نہیں آئی تھی۔ عدالت نے بذریعہ نوٹس لڑکے کو طلب کیا۔ لڑکا اس خیال سے عدالت میں نہ گیا کہ اس طرح تعلقات میں مزید خرابی آئے گی۔ اب پتا نہیں عدالت نے کیا دلیل قائم کی کہ تنسیخ نکاح کا فیصلہ سنا دیا اور لڑکی کسی اور جگہ بیاہ دی گئی۔ کیا واقعی نکاح منسوخ ہو گیا ہے یا عدالت کو معاملات پر غور کا موقع نہیں مل سکا؟ شریعت اسلامی بالخصوص فقہ حنفی کی روشنی میں وضاحت فرمائیں؟

ج: نکاح کو فسخ کرنے کی شریعت میں شرائط ہیں۔ اگر کوئی عدالت ان کو نظرانداز کر کے نکاح فسخ کرے گی تو نکاح فسخ نہیں ہو گا۔ اس لیے ایسی صورت میں دوسری جگہ نکاح کرنے کے لیے شوہر سے طلاق حاصل کرنی چاہیے۔ لڑکے کو عدالت میں حاضری دینا چاہیے تھی۔ اس نے عام بلاوے پر حاضری نہیں دی تھی تو اسے وارنٹ کے ذریعے بلایا جانا چاہیے تھا اور جواب دعویٰ سننے کے بعد تنسیخ نکاح کی ڈگری جاری کی جانی چاہیے تھی۔ اب لڑکے کو چاہیے کہ بالائی مجاز عدالت میں اپیل دائر کرے، یا وفاقی شرعی عدالت میں جج کے فیصلے کو غیر شرعی قرار دینے کی درخواست دے۔ نیز ساری تفصیلی صورت حال لکھ کر اور جج صاحب کے فیصلے کی نقل کو اس کے ساتھ منسلک کر کے علما سے بھی استفسار کرے۔ واللہ اعلم! (ع - م)

انتقال خون میں مرد عورت کی تمیز

س: براہ راست کسی کتاب سے تو نہیں پڑھا اور نہ کسی مستند عالم سے سنا ہے لیکن ہمارے ہاں عمومی طور پر یہ بات مشہور ہے کہ فقہ حنفی کی رو سے کسی عورت کو کسی غیر محرم مرد کا جوٹھا کھانا پینا وغیرہ استعمال نہیں کرنا چاہیے۔ اگر یہ صحیح ہے تو پھر انتقال خون کے سلسلے میں آپ کیا فرماتے ہیں جب کہ یہاں غیر محرم مردوں کا خون عورتوں کو منتقل کیا جاتا ہے بلکہ اس سلسلے میں کوئی ایسا انتظام ہی نہیں کہ بلڈ بنک سے معلوم ہو سکے کہ موجود خون مرد کا ہے یا عورت کا۔ فرمائیں کیا کیا جانا چاہیے؟

ج: کسی کا جوٹھا استعمال کرنا طبیعت میں دوسرے کی طرف میلان اور جذبات میں خرابی پیدا کر سکتا ہے۔ انتقال خون میں ایسا نہیں ہے۔ انتقال خون میں تو ایک مریض کے جسم میں ایک دوسرے آدمی کے خون کو بطور دوا داخل کیا جاتا ہے۔ جس میں لذت یا جذبات کے میلان کا کوئی پہلو نہیں ہوتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ خون تو ایک اضطراری حالت میں منتقل کیا جاتا ہے۔ جوٹھا کھانا کے استعمال کے لیے بھی اضطراری حالت پیدا ہو جائے تو اس کی بھی اجازت دے دی جائے گی۔ نیز غیر محرم مرد کے جوٹھے کا استعمال ناجائز نہیں ہے بلکہ اسلامی تہذیب اور آداب کے ساتھ مناسبت نہیں رکھتا، اس لیے خلاف اولیٰ ہے، ناجائز نہیں ہے۔ (ع - م)

زیر تصرف تحریکی امانتیں

س: جماعت اسلامی میں جو امانتیں ہمارے زعما اور قائدین کے سپرد کی جاتی ہیں مثلاً ٹرانسپورٹ میں موٹر سائیکل، کار وغیرہ اور ٹیلی فون کی سہولت جو کہ تقریباً ہر دفتر میں موجود ہے، اس کے استعمال کا کیا طریق کار ہے؟ آیا ٹرانسپورٹ اور ٹیلی فون وغیرہ کچھ حد تک اپنے ذاتی استعمال میں بھی لایا جا سکتا ہے یا مکمل اجازت ہے یا بالکل اجازت نہیں۔ کیا حدود مقرر ہیں؟ میرا دل بے چین ہے اور میں آپ سے اطمینان قلب کے لیے استفسار کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس حوالے سے مرکزی مجلس شوریٰ نے بھی کوئی پالیسی اپنائی ہے یا یہ معاملہ کسی اہمیت کا حامل نہیں ہے؟ اگر اس معاملے میں مرکزی شوریٰ کا کوئی سرکلر وغیرہ موجود ہو تو وہ آپ مجھے ارسال فرمائیں یا خود ہی مجھے جماعت کے فیصلے سے آگاہ فرمائیں تو ممنون ہوں گا۔

ج: جماعت اسلامی جیسی تنظیم' یا کسی پبلک ادارے' یا ریاست کی جو امانتیں ذمہ دار' عہدے داروں اور کارکنوں کے سپرد کی جاتی ہیں' ان کے بارے میں کوئی ایسی پالیسی یا فارمولا بنانا ممکن نہیں۔ میرے علم میں مرکزی مجلس شوریٰ کا کوئی فیصلہ یا سرکلر نہیں۔ اس لیے نہیں کہ یہ معاملہ کسی اہمیت کا حامل نہیں بلکہ اس لیے کہ یہ معاملہ اتنی اہمیت کا حامل ہے کہ یہ یقینی ہے کہ اس بارے میں عمومی پالیسی سے ہر شخص کو واقف ہونا چاہیے۔ خصوصاً ان اشخاص کو جو خلفاے راشدین کی زندگی کے واقعات سن سن کر تربیت پاتے ہیں۔

امانت کو اپنے ذاتی استعمال میں لانا ظاہر ہے کہ جائز نہیں۔ اور یہ عمومی اصول مشہور و معروف ہے۔

لیکن اس کے عملی انطباق کی صورتیں اتنی مختلف اور متنوع ہوتی ہیں کہ ان کو کسی ایک فیصلے یا سرکلر میں نہیں سمیٹا جا سکتا۔ اس کا فیصلہ حالات کے لحاظ سے بھی ہو گا' اور بعض صورتوں میں شخص کے ضمیر پر بھی چھوڑا جائے گا۔ ہر ایک کے لیے ایک قسم کی حدود نہیں بنائی جا سکتیں۔

پبلک مال' مال یتیم کی مانند ہے۔ اس بارے میں قرآن مجید نے بھی عمومی اصول ہی بیان کیا ہے کہ وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ (النسآء ۴:۶)' یعنی جو غنی ہے وہ نہ لے' جو نادار ہے وہ معروف کے مطابق کھالے۔ غنی کی کیا تعریف ہے؟ وہ کہاں تک اپنے کو بچائے اور نہ لے؟ فقیر کون ہے؟ وہ کتنا کھائے؟ ظاہر ہے کہ یہ تفصیلات کوئی قانون فراہم نہیں کر سکتا۔

اگر کوئی جز وقتی ملازم ہے' مثلاً ۹ سے ۴ تک کا' ظاہر ہے کہ اس کو اپنی تنخواہ اور طے شدہ سہولتوں سے زیادہ کا حق نہیں۔ اگر ہنگامی حالت ہو تو وہ استعمال کر سکتا ہے' فون بھی' گاڑی بھی۔ اگر قیمت ادا کر سکتا ہے تو کرنا ضروری ہے۔ اگر اتنا نادار ہے' تنخواہ اتنی کم ہے کہ نہیں دے سکتا' تو ادارے کا فرض ہے کہ نہ لے۔

جو ہمہ وقتی کارکن ہے' ملازم نہیں۔ بازار کے مطابق تنخواہ نہیں لیتا' بلکہ صرف زر کفالت وصول کرتا ہے' ظاہر ہے کہ جماعت کو اس کو ذاتی ضروریات کے لیے استعمال کی اجازت دینا چاہیے۔ وہ اگر پیدل بازار سے سودا لینے جائے گا' تو بہت وقت لگے گا۔ جماعت کے کام کا ہی نقصان ہو گا۔ خود جانے کے بجائے فون استعمال کرے گا' یا معاون کو بازار بھیج دے گا' تو جماعت ہی کا بھلا ہو گا۔

ضروری ہے کہ ہر معاملہ شفاف ہو۔ جماعت شروع میں واضح کر دے کہ کیا اور کتنے استعمال کی اجازت ہے۔ یہ سب پر واضح ہو۔ ممکن ہو تو تحریر میں آ جائے۔ اس سے استعمال کرنے والے کا ضمیر بھی پاکیزہ رہے گا' اپنے آپ کو مجرم محسوس نہ کرے گا یا بے حس نہ ہو جائے گا۔ دوسرے بھی بدگمانی اور تہمت سے بچ جائیں گے۔ خصوصی ضروریات اٹھیں تو بھی جو کچھ ہو وہ معروف' معلوم اور اجازت سے ہو۔ جماعت کو بھی کھلے دل کے ساتھ معاملہ کرنا چاہیے۔ استعمال کنندہ کو بھی کم سے کم استعمال کرنا چاہیے۔ اس طرح ایک معقول' خوش گوار اور منصفانہ معاملہ ہو سکتا ہے۔

جو ہمہ وقتی کارکن نہ ہو، لیکن جماعت کا کارکن ہو، اس کی بھی ناگزیر ضروریات کے لیے جماعت کو اجازت دینا چاہیے۔ اور وہ خود اگر اس کی قیمت ادا کر سکتا ہو تو کر دینی چاہیے۔ میں کبھی ہمہ وقتی کارکن نہ رہا۔ اچھے عہدے اور اچھی تنخواہ پر ملازم تھا۔ اپنی موٹر، اپنا سفر خرچ، اپنی ہر چیز جماعت کے لیے تھی۔ دن بھر اپنی ملازمت کر کے جماعت کے دفتر جاتا تھا۔ دفتر کا معاون میرا سودا سلف لا دیتا، خود جاتا تو جماعت کے کام کا ہرج تھا۔ اس کی اجازت بھی میں نے شوریٰ سے لی تھی۔ اب میں جہاں جہاں حساب کر کے ادا کر سکتا ہوں وہ کر دیتا ہوں۔ کچھ رقم علی الحساب بیت المال میں جمع کرا دیتا ہوں کہ فون، اسٹیشنری، ڈاک میں جو ذاتی خرچ ہو اس میں ادا ہو جائے۔ اپنی اعانت میں بھی یہ نیت کر لیتا ہوں کہ پہلے جماعت کا حق ادا ہو۔ لیکن یہ ہر ایک کے لیے ضروری نہیں۔ جو afford نہ کر سکتا ہو، وہ ذاتی استعمال کرے۔ کم سے کم کرے، ناگزیر ضروریات کے لیے کرے اور اجازت لے لے۔ (خرم مراد، جون ۱۹۹۴ء)

رمضان کے لیے منشورات کی تازہ ترین پیش کش

☆ **شب بیداری** : ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی

قیمت : 3.50 روپے فی سیکڑہ : -/250 روپے

☆ **شب قدر کی عظمت** : خرم مرادؒ کا سورہ القدر کا درس

قیمت 3.50 روپے، فی سیکڑہ -/250 روپے

☆ **اللہ کا ذکر** : مولانا گوہر رحمٰن۔ ذکر الٰہی پر اسلام آباد اجتماع کا خطاب

قیمت 3.50 روپے فی سیکڑہ -/250 روپے

اس سال کی خصوصی پیشکش : **روزہ اور رمضان** اکابر امت کی نگارشات کا گلدستہ

انتخاب : خرم مراد قیمت : 15 روپے، 1000 روپے سیکڑہ

☆☆☆

مطالعہ، ہدیہ و تقسیم کے لیے بہترین

رمضان کیسے گزاریں، خرم مرادؒ 400 روپے سیکڑہ

لاہور : منشورات : منصورہ، ملتان روڈ، لاہور - 54570 فون : 5425356

کراچی : ڈیسنٹ بک پوائنٹ، اے 57، بلاک 5، گلشن اقبال، فون : 4967661

اسلام آباد: بک ٹریڈرز، نصر چیمبرز، بلاک 19، مرکز F-7، فون : 823094